کا الزام آئے تو چاہیے تھا کہ اس کے جواب میں آپ اُسے اپنی محبت و ہمدردی کا یقین دلاتے اور تسلی دیتے کہ یہ دَور عارضی ہے، وہ جس طرح خوش ہے اس طرح رہے۔ دوسری طرف آپ والدہ کو خط میں اپنی فرمانبرداری کا یقین دلاتے ہوئے لکھتے کہ میں کوشش کر رہا ہوں کہ حالات درست ہو جائیں۔ تو اس طرح شاید آئندہ کے لیے بہتری کی صورت پیدا ہو جائے۔

۷۔ سب سے بڑا مسئلہ بیوی کے حقوق اور والدہ کے حقوق میں توازن قائم کرنے کا ہے اور دونوں طرف سے جو متفرق باتیں سامنے آئیں انہیں خوبصورتی سے ٹال جائیں اور کسی چیز کو وجہ نزاع نہ بننے دیں۔ نیز کسی ایک فریق کی طرف داری اختیار کر کے سارا جرم دوسرے فریق پر نہ ڈال دیں۔

۸۔ یہ سب کچھ اگر ممکن نہ ہو تو پھر یہ سارا کھیل کسی فتوے کے زور پر حل نہیں ہو سکتا۔

احتیاطاً میں یہ خط شعبہ استفسارات کے ناظم صاحب کے حوالے کر رہا ہوں تاکہ اگر وہ کوئی چیز درست کرنا چاہیں یا اضافہ کرنا چاہیں یا کوئی حکم بتانا چاہیں تو آپ کو لکھیں۔ میرا خط تو ایک دوستانہ مشورے کی نوعیت رکھتا ہے۔

(نعیم صدیقی)

جواب (۲) فقہی رہنمائی بیوی کے لیے جہاں یہ ضروری ہے کہ وہ خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر بلا وجہ نہ نکلے، وہیں یہ بھی ضروری ہے کہ اُسے رہائش کے لیے علیحدہ جگہ دی جائے، جہاں وہ پوری آزادی کے رہ سکے اور خاوند کے گھرانے سے اسے کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے۔

فتاوی قاضی خان میں ہے۔

"والناشزة لانفقة لها وهى التى خرجت عن منزل الزوج بغير اذنه بغير حق۔

ناشزہ کے لیے نفقہ نہیں ہے، ناشزہ وہ عورت ہے جو خاوند کے گھر سے اس کی اجازت

کے بغیر ناحق طور پر نکل جائے۔

۱

"فان کان للرجل والدة او اخت او ولد من غیرها فی منزلها فقالت صیرنی فی منزل علی حدة کان لها ذلک لانها لا تامن علی متاعها وتستحیی اذا کان البیت واحداً فان کانت داراً فیها بیوت واعطی لها بیتاً تغلق وتفتح لم یکن لها ان تطلب بیتاً آخر اذا لم یکن ثمة احد من احماء الزوج یوذیها۔"

"اگر ایک شخص کی والدہ، بہن یا دوسری بیوی کی اولاد بھی اسی گھر میں ہے اور بیوی مطالبہ کرے کہ مجھے الگ مکان دو تو اس کا یہ مطالبہ درست ہوگا، اس لیے کہ اُسے اپنے سازوسامان کی حفاظت کی خاطر اور کسی جھجک کے بغیر رہنے کے لیے اس کی ضرورت ہے۔ جب مکان میں ایک ہی کمرہ ہو تو اُسے الگ مکان کے مطالبے کا حق ہے، لیکن کمرے کئی ہوں اور ایک کمرہ اسے مکمل طور پر دے دیا جائے اور اس کے پاس اس کے تالے کی چابی بھی ہو تو اس صورت میں وہ الگ مکان کا مطالبہ نہیں کر سکتی بشرطیکہ وہاں خاوند کے ایسے رشتہ دار نہ ہوں جو اُسے تکلیف پہنچائیں"۔

بچی کی شادی کر دینے کے بعد ماں باپ اس کی رہائش کے ذمہ دار نہیں، ان کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اُسے اپنے گھر رکھیں، البتہ بچی کی حفاظت کی خاطر ایسا کرنا ضروری ہو تو خاوند کی اجازت سے ایسا کرنا چاہیے، آپ بھی اس مسئلہ کو اسی نقطۂ نظر سے دیکھیں، بیوی کی حیثیت خادمہ کی نہیں ہوتی، خاوند کے ماں باپ کی خدمت کرنا اس کی ذمہ داری نہیں ہے، البتہ ایک اخلاقی خوبی ہے۔ آپ اپنی بیوی کو اس مقام تک پہنچانے کے لیے نعیم صاحب کی بتلائی ہوئی حکمتِ عملی کو اپنا لیں، انشاءاللہ کامیابی ہوگی۔

(مولینا عبدالمالک صاحب ناظم شعبۂ استفسارات)